Tauseeq, Volume. 5, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i2.2

Received: 06-12-2024
Accepted: 15-12-2024
Published: 31-12-2024

جامعاتی تحقیق میں خطوط حالی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Analytical Study of Hali's letter writing in Academic research

مقبول احمد نسیم*

ڈاکٹر عابد حسین سیال

Abstract:

In this research article, an attempt is made to present Altaf Hussain Hali as a letter writer in the history of Urdu Literature since he has already been an established Urdu poet, critic, biographer and prose-writer. In this research article, an analysis of Hali's skills of letter writings is presented and, in this way, it has been emphasized that he is a very significant personality not only due to his literary works but also his letters. Letters of Hali would not only add their quantitative strength but also serve as a new discovery and vital sources of research on him. This research article also reviews the importance of the meanings, criticism and research on Hali's letters. They point towards some very important aspects of Hali's personality besides illuminating Hali's biographical details.

Keywords: Established Urdu poet, Biographer, Skills of writings, Quantitative strength.

*پی ایچ۔ڈی،اسکالر،شعبہ اُردو، نمل،اسلام آباد

ایسوسی ایٹ پروفیسر،شعبہ اُردو، نمل،اسلام آباد

مولانا الطاف حسین حالی کی اہمیت اردو نثر اور نظم دونوں میں یکساں طور پر مسلم ہے۔ اردو نثر میں انہیں تنقید کے بنیاد گزار کی حیثیت سے شرف اولین حاصل ہے تو نظم میں جدید شاعری کے بانیوں میں بھی ان کا نام نمایاں ہے۔ عربی و فارسی نثر و نظم میں بھی اُن کی ادبی حیثیت واضح ہے۔ اردو میں سوانح نگار کی حیثیت سے ان کا جو مقام ہے، اس سے بھی اردو ادب کے قارئین بخوبی واقف ہیں۔ "یادگار غالب، حیات جاوید اور حیات سعدی" آج بھی اپنے موضوع پر حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان تمام خوبیوں کی بنیادی وجہ اُن کی شرافت اور منکسر مزاجی تھی جو انہیں اپنے تمام ہم عصروں سے ممتاز کرتی ہے۔ انہوں نے اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے یا اپنے کارناموں کو عالمانہ انداز کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان کی بہت سی تحریریں وہ توجہ نہیں پاسکیں جس کی مستحق تھیں۔ وہ جس پائے کے عالم اور ادیب تھے، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ محفوظ ہو جانا چاہیے تھا۔ ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء کو مولانا ظفر علی خان کے نام کے ایک خط میں انہوں نے اپنی گرتی ہوئی صحت کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی منتشر تحریروں کے سلسلے میں اس خیال کا اظہار کیا تھا:

"اپنا کلام نظم و نثر اردو و فارسی وغیرہ مرتب کرنا چاہتا ہوں مگر نہیں ہو سکتا۔
حالاں کہ کسی سے امید نہیں کہ میرے بعد کوئی اس کو بوجوہ دلخواہ نہ سہی،
سرسری طور پر ہی مرتب کردے"۔(1)

زندگی کے آخری حصے میں مختلف بیماریوں اور ضعف بصارت نے حالی کو ان کی زندگی میں موقع نہ دیا کہ وہ اپنے اس منصوبے کو حسب خواہش تکمیل تک پہنچاتے۔ ان کی وفات کے بعد شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے اس کام کی ذمہ داری سنبھالی اور مختلف ذرائع و وسائل سے ان کی منتشر تحریروں کو یکجا کر کے کتابی صورت میں ترتیب دے کر بڑی حد تک اس نقصان کا سد باب کر دیا جو بقول حالی ناگزیر تھا۔ محمد اسماعیل پانی پتی کا مرتبہ مجموعہ "مکاتیب حالی" کل انہتر (۶۹) مخطوطات پر مشتمل ہے جنہیں بہ اعتبار زبان تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں اردو کے چون (۵۴) حصہ دوم میں فارسی کے آٹھ (۸) اور حصہ سوم میں عربی کے سات (۷) خطوط شامل ہیں۔ اردو کے چون (۵۴) خط انتالیس (۳۹) مکتوب الیہم کے نام ہیں۔ ان میں پانچ خط ایسے بھی ہیں جو اصل مخطوط کی بجائے ان کے اقتباسات پر مشتمل ہیں۔ حصہ دوم کے آٹھ فارسی خطوط میں سے ایک اہم خط "مرزا غالب" کے نام ہے جس میں غالب کے استفسار پر نظیری کے ایک شعر کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ الطاف حسین حالی کے بیٹے خواجہ سجاد حسین نے بھی "مکتوبات حالی" کے نام سے خطوط حالی کو شائع کیا ہے۔

الطاف حسین حالی بحیثیت نقاد، سوانح نگار اور شاعر توجداگانہ اہمیت کے حامل تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ بحیثیت مکتوب نگار بھی اپنی منفرد پہچان رکھتے تھے۔اُن کی مکتوب نگاری کے حوالے سے نمل یونیورسٹی، اسلام آباد کے محقق محمد مالک نے "مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ" کے زیر عنوان پی ایچ ڈی کا مقالہ مربوط و مبسوط کیا۔اس مقالے میں انہوں نے حالی کا مکتوب نگار کی حیثیت سے تاریخ ادب میں مقام متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ محمد مالک کا تحریر کردہ یہ مقالہ جامعات میں حالی پر تحقیق کے پس منظر میں اہم اضافہ ہے۔اس مقالے کے نگران ڈاکٹر گوہر نوشاہی تھے جو تحقیق و تنقید کے نامور استاد تھے۔ مقالہ نگار محمد مالک نے اپنے مقالے کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ باب اول "اردو میں مکتوب نگاری کی روایت عہد حالی "تک کے عنوان سے ہے۔ باب دوم کا عنوان "مکوبات حالی میں حالی کی شخصیت، احوال و آثار، خاندان، اساتذہ اور اولاد کا تذکرہ، خاندان حالی کا شجرہ نسب" ہے۔ باب سوم میں "مکتوبات حالی میں معاصرین حالی کا تذکرہ اور ان کے علمی، ادبی اور شعری کارناموں کی تفاصیل" شامل ہیں۔ باب چہارم کو "مکتوبات حالی میں افکار حالی اور شعری نظریات" کے عنوان سے ترتیب دیا گیا ہے۔ محمد مالک نے باب پنجم کا موضوع "نثر حالی کا اسلوب اور حالی کی مکتوب نگاری" رکھا ہے۔ باب ششم میں " حالی کے مکتوب الیہ "پر بحث کی گئی ہے۔ باب ہفتم "حالی کے انیس نو دریافت اور غیر مدون مکاتیب اور چار غیر مدون تحریریں" کے عنوان سے ہے جبکہ باب ہشتم میں مجموعی جائزہ اور حالی کی پڑپوتی کا انٹرویو شامل کیا گیا ہے۔

مقالہ نگار نے "مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ "میں خطوط کی اہمیت، انفرادیت اور مشاہیر ادب کی رائے میں ان کا جائزہ پیش کیا ہے اور عہد حالی تک مکتوب نگاری'' کو موضوع بنایا ہے۔ اردو کے اہم مکتوب نگاروں جن میں مرزا غالب، سرسید، محمد حسین آزاد، نذیر احمد، شبلی اور امیر مینائی وغیرہ کے خطوط کی خصوصیات اور ان کی علمی و ادبی اہمیت بیان کی ہے۔ مرزا غالب سے پہلے اردو مکتوب نگاری میں جو فارسی کا رنگ و آہنگ نظر آتا ہے اسے بھی مقابلے میں پیش کیا ہے۔ نیز مرزا غالب نے جس طرح خطوط نویسی میں نئے اسلوب پیدا کیے اور اپنی ذات کو بے تکلفی کے ساتھ پیش کرنے کے علاوہ مراسلہ کو مکالمہ کا سا انداز عطا کیا، اُسے بھی احاطہ تحریر میں لایا ہے۔ الطاف حسین حالی کی مکتوب نگاری کے حوالے سے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

> "مولانا الطاف حسین حالی عہد سرسید کے اہم مکتوب نگار ہیں۔ اُن کے خطوط کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔
> مولانا حالی کے خطوط میں اُن کی شخصیت کا سادہ پن اور خلوص نظر آتا ہے۔

اُن کی زبان میں معنوی اور ادبی حسن موجود ہے۔ حالی کے خطوط میں ان کی نرم
گفتگو کا لہجہ بھی جھلکتا نظر آتا ہے "۔(2)

" مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ " کے تحقیقی و تنقیدی جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ حالی کے خطوط "سوانح حالی بزبان حالی" ہیں ۔حالی نے اپنے خود نوشت حالات نواب عماد الملک بہادر کی فرمائش پر لکھے تھے۔ نواب عماد الملک نے حالی کے دوست مولوی عبد الحق کی وساطت سے حالی سے گزارش کی کہ وہ اپنے سوانحی حالات لکھ کر ارسال کریں۔ اس سلسلے میں حالی کا وہ خط نہایت اہم ہے جو انھوں نے 7 مئی ۱۹۰۱ء کو مولوی عبد الحق کو لکھا۔ اس خط میں وہ لکھتے ہیں:

"نواب عماد الملک بہادر کی فرمائش جو بہت دن سے ہو رہی تھی میں نے اس کی تعمیل کر دی ہے اور اپنا مختصر حال اور جو امور انھوں نے استفسار فرمائے تھے بقدر ضرورت لکھ کر آج چار روز ہوئے ان کی خدمت میں بھیج چکا ہوں اگر آپ سے کبھی ملاقات ہو تو اس کا ذکر کر دیجیے گا اور یہ بھی پوچھیے گا کہ جو امور آپ دریافت فرمانا چاہتے تھے وہ سب اس تحریر میں بیان ہو گئے ہیں یا نہیں"۔(3)

محمد مالک کے مرطوط و مبسوط کردہ مقالے میں حالی کی مکتوب نگاری پر تفصیلی اظہار خیال کے علاوہ ان کے مجموعہ ہائے مکتوبات کی تفصیل وضاحت، ان کی اہمیت، قدر و قیمت اور خصوصیت اہل علم و ادب کے اظہار کے ساتھ بیان کی گئی ہے جس سے نہ صرف مقالہ نگار کی تحقیقی کاوش کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ جامعات میں تحقیق و تنقید کے معیار کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ مقالہ نگار نے خطوط غالب اور حالی کے خطوط کا موازنہ بھی پیش کیا اور دونوں کے خطوط کا مجموعی تاثر بھی اختصار کے ساتھ درج کیا ہے۔ مرزا کے خطوط میں "شکوہ ہائے روز گار، زمانے کی ناقدری، بڑھاپے کا رونا، بادشاہوں کے دربار تک رسائی، بے تکلفی" وغیرہ اور مولانا حالی کے خطوط میں "سادگی، قناعت پسندی، روانی و سلاست اور درد دل" کو مختلف زاویوں سے زیر بحث لایا ہے۔ زیر تجزیہ مقالے میں مقالہ نگار نے حالی کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جو ان کو ہم عصر ادبا اور شعرا سے نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے احوال و آثار، اساتذہ، اولاد کے تذکروں کے علاوہ ان کے معمولات زندگی، تعلیم، شاعری، نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کے ہاں قیام اور ان کے بچوں کی اتالیقی کے حوالے سے بات کی ہے۔

ان خطوط سے حالی کی تصانیف جن میں رسائل، مذہبی اور اخلاقی نوعیت کی کتابیں اور تراجم شامل ہیں کے علاوہ ان کی تنقید، نظم و نثر، سوانح نگاری اور مکتوب نگاری کے حوالے سے ان مطبوعات کے زمانہ اشاعت اور مقام اشاعت کی تفصیلات بھی فراہم ہوتی ہیں۔ مولانا حالی مذہبی خیالات و افکار کے حامل شخص تھے۔ جن کی عکاسی ان کی ابتدائی تصانیف مذہبی رسائل و کتب سے بھی ہوتی ہے اور شخصی کوائف سے بھی۔ حالی کو، فارسی اور عربی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی۔اس حوالے سے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

"وہ خطوط جو انھوں نے "حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ" کی خدمت میں عربی
قصیدہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجے
یہ ان کی عربی دانی کی واضح دلیل ہیں"۔(4)

حالی اردو نیچرل شاعری کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔انھوں نے روایتی اور غیر آفادی شاعری کے برعکس اردو میں نیچرل اور قومی شاعری کی طرف توجہ دی اور نظم نگاری کو فروغ دیا۔ وہ قدیم طرز سخن کے حصار سے نکل کر جدید شاعری کی طرف گامزن ہوئے اور مبالغہ سے پاک سیدھی سادی زبان کو فروغ دیا۔ محمد مالک نے "مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ" میں حالی کے شعری نظریات و افکار کو ان کے خطوط کی روشنی میں پیش کیا اور مکاتیب سے مثالیں دی ہیں۔ حالی نے معاشرتی اصلاح اور ترقی کے لیے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا۔ وہ تقلید کے قائل نہ تھے۔ وہ ادب میں اپنی الگ پہچان اور فکر رکھتے تھے۔ مقدمہ شعر و شاعری میں انہوں نے شعر کی ماہیت اور نیچرل شاعری پر اظہار خیال کے علاوہ یہ بتایا کہ وہ کون سی خوبیاں ہیں جو ایک شاعر کو عام آدمی سے ممتاز کرتی ہیں۔اس سلسلے میں انہوں نے مغربی ادب سے کئی مثالیں دیں ہیں جن سے ان کے گہرے مشاہدے اور مطالعہ کی عکاسی ہوتی ہے۔

"مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ" کا سب سے اہم باب حالی کے غیر مدون یا غیر مطبوعہ خطوط اور تحریریں ہیں۔اس مقالہ میں 19 غیر مدون خطوط حالی شامل ہیں جن میں دو خطوط غیر مطبوعہ ہیں۔ یہ اہم مکاتیب آئندہ کے محقق کے لیے نئے امکانات پیدا کرنے کا سبب بنیں گے۔ان خطوط سے مکاتیب حالی کی عددی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ جن شخصیات کے نام یہ خطوط لکھے گئے ہیں ان میں رضا علی، سید افتخار عالم ماہروی مولف "حیات النذیر"، مولوی سید احمد دہلوی مولف "فرہنگ آصفیہ"، حبیب الرحمن خان شروانی، وقار الملک، مولوی مشتاق حسین، نواب عماد الملک، سید حسین بلگرامی، مولوی قمر علی اور منشی نجم الدین شامل ہیں۔ایک خط انجمن پنجاب کے نام ہے۔ غیر مدون تحریروں میں ان کا وہ مضمون بھی شامل ہے جو انہوں نے "مدرسہ طبیہ دہلی" کے سالانہ اجلاس ۱۹۰۳ء

میں پڑھا تھا۔ یہ ایک طویل مضمون ہے جو حالی نے فن طبابت اور اس کی اہمیت پر لکھا۔اس میں طب مشرق کی افادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مغربی اور مشرقی طب کا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔

مقالہ نگار محمد مالک نے اپنے مقالے میں حالی کے اُن خطوط کا ذکر بھی کیا ہے جو انہوں نے اپنے ہم عصر دوستوں،ادیبوں اور عزیز و اقارب کو لکھے تھے۔ان شخصیات میں مولوی عزیز مرزا، وحید الدین سلیم، حکیم اجمل خان،اسماعیل میر ٹھی، مولانا ظفر علی خان، مسٹر آرنلڈ، میر انیس اور شیخ عبد القادر نمایاں ہیں۔نواب وقار الملک حالی کے ہم عصروں میں نمایاں تھے۔اُن کے نام لکھے گئے حالی کے ایک خط کا اقتباس دیکھیئے:

> "قوم کے متعدد رکنوں کا دنیا سے دفعتاً اُٹھ جانا ایک ایسا واقعہ ہے جس سے لوگوں کے دل ہل گئے ہیں۔اس لیے باقی ماندہ بزرگوں کا وجود جو نہایت قلیل ہیں نہایت مغتنم سمجھا جاتا ہے۔ خصوصاً آپ کی ذات کالج کے حق میں بلا تصنع خدا کی رحمت سمجھی جاتی ہے"۔ (5)

مولانا ظفر علی خان حالی کے کم عمر معاصرین میں تھے۔وہ ایک کامیاب صحافی اور خطیب بھی تھے اور ایک اچھے نظم نگار بھی۔وہ شاعروں کے اس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جس کی تربیت انجمن پنجاب کے زیر اثر ہوئی تھی اور جو حالی و آزاد کی قیادت میں شاعری کی نئی شاہراہ پر گامزن تھا۔ان کے طرز شاعری کے بارے میں حالی کا تحسین آمیز اظہارِ خیال کے پہلو بہ پہلو خود نفس شاعری کے متعلق حالی کے نقطہ نظر اور اپنے دور کے عام انداز شاعری سے ان کی بے اطمینانی پر بھی روشنی ڈالتا ہے:

> "آپ کی نظم رودِ موسیٰ۔۔اوّل سے آخر تک بڑے غور سے اور بڑے شوق کے ساتھ پڑھی۔ میرا حال اب یہ ہو گیا ہے کہ پرانے طرز کی نظمیں تو (الا ماشاءاللہ) اس لیے دیکھنے کو دیکھنے کو جی نہیں چاہتا کہ ان میں کوئی نئی بات دیکھنے میں نہیں آتی اور نئی طرز کی نظموں میں گو مضامین نئے ہوتے ہیں مگر وہ چیز جس کو شاعری کی جان کہنا چاہیے اور جس کو "جادو" کے علاوہ اور کسی لفظ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، کہیں نظر نہیں آتی۔ لیکن اس نظم کو دیکھ کر میں متحیر ہو گیا"۔(6)

بابائے اُردو مولوی عبدالحق کا شمار حالی کے دوستوں میں ہوتا ہے۔اُردو ادب کی جتنی خدمت مولوی عبدالحق نے کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔انہوں نے تاریخ، تنقید، لسانیات، خاکہ نگاری اور صرف و نحو کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔نہ صرف یہ کہ انہون نے تدوین کے عمل میں بھرپور حصہ ڈالا بلکہ کتابوں کے مقدمے بھی تحریر کیے۔انہیں مقدمہ نگاری کے باب میں بھی اولیت حاصل ہے۔انہوں نے "مکاتیب حالی" پر بھی مقدمہ تحریر کیا تھا۔حالی مولوی عبدالحق کو لکھے گئے خط میں مولوی سید احمد کی تحریر کردہ لغت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مولوی سعید احمد میرے نہایت دوست ہیں اور اُردو ڈکشنری لکھنے میں جو محنت اور استقلال انہوں نے دکھایا ہے، اُس کی میں دل سے قدر کرتا ہوں"۔(7)

مقالہ نگار محمد مالک نے اپنے مقالے میں ان خطوط کے ذریعے سے ان کے معاصرین کے سوانحی حالات پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ ان کے علمی و ادبی کارناموں کی تفصیل بھی پیش کی ہے۔حالی کے عہد کے ادبی منظر نامے کی عکاسی اس مقالے کی اہم خصوصیت ہے۔حالی کے اردو مقالات اور دیگر تصانیف میں ان کی شخصیت اور سوانح اس طرح سامنے نہیں آئے جس طرح مکتوبات میں آتے ہیں۔ان کے ذریعے ان کی زندگی کے سربستہ راز وا ہو جاتے ہیں۔یہ خطوط قاری کو ان کی زندگی میں جھانکنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔یہ معلومات کا بہترین خزانہ ہیں جن میں حالی ایک نئے انداز سے سامنے آتے ہیں۔حالی کے یہ مکاتیب ان کے افکار و نظریات اور گرد و پیش کے حالات کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتے ہیں اور بہترین تحقیقی ماخذ ہیں۔

نمل یونیورسٹی کے محقق محمد مالک کی تحقیقی کاوش "مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ " تحقیقی و تنقیدی جائزے سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حالی کی دوسری متعدد تحریروں کی طرح ان کے خطوط بھی نہایت مفید، دلچسپ اور بصیرت افروز معلومات کے حامل ہیں ۔مذکورہ مقالہ حالی کی مکتوب نگاری کے حوالے سے جامعاتی سطح پر لکھا گیا اہم مقالہ ہے۔جامعات میں غالب کے خطوط کی تلاش و تحقیق پر نمایاں کام ہوا ہے۔حالی کے خطوط پر بھی مزید تحقیق اور توجہ کی ضرورت ہے جو یقیناً اردو زبان ادب کی ایک بڑی خدمت ہو گی۔

حوالہ جات

1۔الطاف حسین حالی، مکاتیب حالی، مرتبہ: شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، آل انڈیا اُردو مرکز، لکھنؤ، س ن، ص:63

2۔ محمد مالک، مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اُردو) ، نمل، اسلام آباد، 2011ء، ص: 17

3۔ الطاف حسین حالی، مکتوبات حالی: حصہ اول، مرتبہ: خواجہ سجاد حسین،، حالی پریس، پانی پت، 1925ء ص: 41

4۔ محمد مالک، مکاتیب حالی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، ص:6

5۔ الطاف حسین حالی، مکتوبات حالی: حصہ اول، مرتبہ: خواجہ سجاد حسین، ص:5

6۔الطاف حسین حالی، مکاتیب حالی، مرتبہ: شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، ص:61

7۔الطاف حسین حالی، مکتوبات حالی: حصہ اول، مرتبہ: خواجہ سجاد حسین، ص:34

References:

1۔ Altaf Hussain Hali, Makatib Hali, Sheikh Mohammad Ismail Panipati, All India Urdu Kendra, Lucknow, SN, P.63

2۔ Research and Critical Study of Muhammad Malik, Makatib Hali, PhD (Urdu), Namal, Islamabad, 2011, p.17

3۔ Altaf Hussain Hali, Maktobat Hali: Part I, By Khwaja Sajjad Hussain, Hali Press, Panipat, 1925, p. 41

4۔ Muhammad Malik, Research and Critical Study of Makatib Hali, p.6

5۔ Altaf Hussain Hali, Maktobat Hali: Part I, Khwaja Sajjad Hussain, p.5

6۔ Altaf Hussain Hali, Makatib Hali, Rank: Sheikh Muhammad Ismail Panipati, p.61

7۔ Altaf Hussain Hali, Maktobat Hali: Part I, Khwaja Sajjad Hussain, p.34